رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور کے
متعلق خط و کتابت بنام
مینجر ہو

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

جلد ۷	۲۵ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء	پنجشنبہ	مطابق ۴ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ	نمبر ۷۲

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

۲۴ تا ۲۹۔ ماہ حال کو طلبائے ہائی سکول کی ٹیموں کا کرکٹ فٹ بال اور ہاکی کا میچ ہو گا ٭

حضرت نواب صاحب مع اہل بیت عنقریب مالیر کوٹلہ تشریف لیجانیوالے ہیں ٭

اہلیہ صاحبہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ چند دن کے لئے لاہور تشریف لے گئی ہیں ٭

دار الامان میں پیشہ ور اصحاب مثلاً دھوبی سقے اور حجام کی بہت ضرورت ہے۔ کیا ہی اچھا ہو احمدی پیشہ ور قادیان کی رہائش اختیار کر کے دین و دنیا دونوں کا نفع اٹھائیں ٭

اَلْمَوْعِظَۃُ الْحَسَنَۃُ

مکالمات الٰہیہ کا شرف کب حاصل ہو سکتا ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ کے قلم سے ایک خط کا جواب

"السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ میں نے یہ تمام خط پڑھ لیا ہے۔ میں ایسا نہیں انکار نہیں کرتا۔ کہ انسان مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے۔ ہاں میں یہ کہتا ہوں۔ کہ یہ بڑا مشکل امر ہے۔ جب تک انسان فنا کی حالت تک نہ پہونچے۔ اور وہ خدا کی سخت آزمائشوں کے وقت صادق نہ ٹھہرے۔ اور کبھی موتیں اسپر وارد نہ ہوں۔ اور کسی قسم کی تلخیاں خدا کی راہ میں نہ اٹھاوے۔ اور جب تک کہ ہر ایک قسم کی نفس پرستی اور عجب۔ یا شہرت کی خواہش اس سے دور نہ ہو۔ اور جب تک کہ سچی تبدیلی اسمیں پیدا نہ ہو۔ اور جب تک کہ خدا کی رضا جوئی کے پیچھے ایسا محو نہ ہو۔ کہ کچھ بھی نہ رہے۔ اور جب تک کہ وہ خدا کو وہ استقامت نہ دکھلاوے کہ بارش کی طرح اسپر بلائیں برسیں۔ اور وہ صابر رہے۔ اور جب تک کہ اس کا حقیقی تعلق خدا سے نہ ہو جاوے۔ کہ تمام نفسانی پر و بال جھڑ جائیں۔ اور تمام سفلی خواہشیں جل جاویں۔ اور جب تک کہ

نفس لوامہ کا جنگ ختم نہ ہو جاوے۔ اور جب تک یہ آگ اس میں پیدا نہ ہو۔ کہ وہ خدا کی رضا کو اپنی تمام اور کامل مراد بنا وے۔ اور دوسری تمام مُرادیں اور حقیقت معدوم ہو جاویں۔ اور جب تک ایک تپش اور خلش لازمی طور پر خدا کی محبت میں اس کے سینے میں پیدا نہ ہو جائے اور جب تک کہ وہ درحقیقت خدا کے لئے ذبح نہ ہو جائے۔ اور جب تک کہ اس کی ہستی پر ایک بھاری انقلاب نہ آوے۔ اور جب تک کہ وہ خدا کے مقابل پر سخت امتحان کے وقت۔ اور اس کے جلال ظاہر کرنے کے لئے ہر ایک لحظ میں اور ہر ایک حالت میں فدا ہونے کے لئے طیار نہ ہو اور جب تک کہ ریا کی تمام جڑیں اور عُجب کی تمام جڑیں اور نفسانی غضب کی تمام جڑیں اور نفسانی حسد کی تمام جڑیں اور نفسانی خود نمائی کی تمام جڑیں اس کے دل سے بکلّی دُور نہ ہو جاویں۔ اور جب تک کہ خدا کی مہیمنیت ایسے زور سے اس پر اثر نہ کرے۔ کہ دوسرے تمام وجود ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح محسوس ہوں۔ نہ ان کی ستائش سے خوش ہو۔ نہ ان کی مذمت سے رنج پہونچے۔ اور جب تک کہ ایک سچی اور پاک قربانی اپنے تمام وجود اور تمام قوتوں کی خدا کے سامنے پیش نہ کرے اور جب تک کہ نہ معمولی رُوح سے بلکہ اس کے ساتھ زندہ ہو اور جب تک کہ اس کے لئے ہر ایک تباہی اپنے ہاتھ سے کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ اور جب تک سچی اور کامل محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس میں پیدا نہ ہو۔ اور جب تک کہ وہ سچے اور کامل طور پر اعلاء کلمۃ الاسلام پر عاشق نہ ہو۔ تب تک ہر گز ہر گز مکالمات الٰہیّہ سے مشرف نہیں ہو سکتا۔ اسی کی طرف خدا تعالیٰ نے ان دو مختصر لفظوں میں اشارہ فرمایا ہے۔ قد افلح من زکّٰها و قد خاب من دسّٰها۔ ایسے لوگوں کی دماغی بناوٹ بھی ایک خاص ہوتی ہے۔ جس قدر ان پر غم پڑتے ہیں۔ اور جس قدر وہ متواتر نہایت سنگین امتحانوں کے ساتھ آزمائے جاتے ہیں۔ اور ایک لمبا سلسلہ ناکامی کا دیکھنا پڑتا ہے اور کسی شخص کا دل اور دماغ ایسا نہیں ہوتا۔ اور اگر ان کے مسلسل غموں میں سے کچھ تھوڑا غم بھی دوسرے پر پڑے تو یا تو وہ مرجاتا ہے۔ اور یا دیوانہ ہو جاتا ہے۔ پس مکالمات الٰہیّہ کی اپنے نفس سے خواہش نہیں ظاہر کرنی چاہیئے۔ خواہش کرنے کے وقت شیطان کو موقع ملتا ہے اور ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ بلکہ اپنا مُدعا اور مقصود یہ ہونا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق تزکیہ نفس حاصل ہو۔ اور اس کی مرضی کے موافق تقویٰ حاصل ہو اور کچھ ایسے اعمال حسنہ میسر آ جاویں کہ وہ راضی ہو جائے پس جس وقت وہ راضی ہو گا۔ تب اس وقت ایسے شخص کو اگر مکالمات سے مشرف کرنا اگر اس کی حکمت اور مصلحت تقاضا کرے گی۔ تو وہ خود عطا کر دیگا۔ اصل مقصود اسکو ہر گز نہیں ٹھہرانا چاہیئے یہی ہلاکت کی جڑ ہے۔ بلکہ قرآن شریف کی تعلیم کے موافق احکام الٰہی پر پابندی نصیب ہو۔ اور تزکیہ نفس حاصل ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت دل میں بیٹھ جائے اور گناہ سے نفرت ہو۔ خدا تعالیٰ نے بھی یہی دُعا سکھائی ہے۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیہم۔ پس اس جگہ خدا نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ تم یہ دُعا کرو۔ کہ ہمیں الہام ہو۔ بلکہ یہ فرمایا ہے۔ کہ تم یہ دُعا کرو۔ کہ راہ راست ہمیں نصیب ہو۔ ان لوگوں کی راہ جو آخر کار خدا تعالیٰ کے انعام سے مشرف ہو گئے۔ بندہ کو اس سے کیا مطلب ہے۔ کہ وہ الہام کا خواہشمند ہو اور نہ بندہ کی اس میں کچھ فضیلت ہے۔ بلکہ یہ تو خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ نہ بندہ کا عمل صالح۔ تا اس پر اجر کی توقع ہو۔ اور پھر جبکہ انسان کے ساتھ یہ آفتیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ کہ کبھی حدیث النفس میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اسی کو الہام سمجھنے لگتا ہے۔ پس یہ کس قدر خطرناک راہ ہے بغیر خدا کی زبردست شہادتوں کے ایسے الہام کب قبول کے لائق ہیں۔ سخت بد قسمت وہ لوگ ہوتے ہیں کہ کبھی اپنی حالت کا مطالعہ نہیں کرتے۔ کہ کن کن باتوں میں وہ خدا کے نزدیک پاس یافتہ ٹھہر سکتے ہیں۔ اور کن کن آزمائشوں کے بعد ان کا صدق خدا کے نزدیک ثابت ہو سکتا ہے۔ ان سب گھاٹیوں کے طے کرنے سے پہلے ہی الہام کے خواہشمند ہو جاتے ہیں۔ اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور توبہ اور استغفار میں مشغول ہونا چاہیئے۔ الہام بغیر پورے تقویٰ اور پوری جاں فشانی اور پوری محویت کے طلب کرنی ہے۔ اور سخت خطرناک اور زہر قاتل ہے۔ انسان جس سے قریب ہوتا ہے۔ اُسی کی آواز سُنتا ہے۔ پس پہلے خدا سے قریب ہو جاؤ۔ اور شیطان سے دُور۔ تا خدا کی آواز سُنو

خاکسار میرزا غلام احمد

الحکم - ۲۴ - نومبر ۱۹۰۷ء } حضرت مسیح موعودؑ

نظم

لنڈن میں مسجد

رحمتِ حق ہو رہی ہے آشکار
قطرہ قطرہ گر رہا ہے نُورِ حق
جبکہ قرنوں تک ہی چھائی تھی خزاں
جن دلوں میں تھا تعفّن کُفر کا
تھے جو بندے نے و نادِ نوش کے

مطلعِ مغرب سے دُھلتا ہے غبار
مینہ سے پہلے جیسے پڑتی ہو پھوار
آ رہی ہے اس چمن پر اب بہار
نورِ ایماں سے بنے مشکِ تتار
بے جلا قلب اب ان کا شعار

یعنی انگلستان کی قسمت کھلی
اور اُسے ایمان کی نعمت ملی

دھجیاں تثلیث کی اُڑ جائینگی
غلبۂ اسلام اب ہو گا عیاں
نُورِ ایماں پھیل جائیگا وہاں
جو ہوا میں آئینگی یورپ سے اب
گلعذارانِ کلیسا دیکھنا
مِٹ چکی ہیں جو رہ تثلیث میں

جھنڈیاں توحید کی لہرائینگی
بگڑی باتیں اپنی سب بن جائینگی
شرق تک اس کی شعاعیں آئینگی
مژدہائے رُوح پرور لائینگی
آئینگی اسلام میں ہاں آئینگی
تازہ جاں اسلام میں وہ پائینگی

اب خدا ہو گا وہاں جلوہ فگن
اب نظر آئیگا ربِ ذوالمنن

بشیر احمد ابن حقانی مرحوم

درخواستِ دُعا - جناب مولوی محمد نواب خان صاحب ثاقب نائب ناظم ریاست مالیر کوٹلہ کو بتاریخ ۹ مارچ ۱۹۲۰ء سانپ نے ڈس لیا تھا۔ موصوف نے اسی وقت ماؤف مقام پر داغ دیدیا۔ اگرچہ خطرہ گذر گیا ہے تاہم علیل ہیں۔ احباب انکی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز برادر علی حیدر صاحب چند دن سے سخت ابتلاء میں ہیں۔ احباب ان کے لئے بھی دعا فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

آیات قرآنی کی تاویل
اور
”ذوالفقار“ کا بے جا اعتراض

شیعہ اخبار ذوالفقار جو کئی ماہ بند رہنے کے بعد اب پھر شائع ہوا ہے۔ اور جس کے ایڈیٹر صاحب اپنی بے راہ روی کی وجہ سے بڑے گھر کی سیر کر کے ابھی ابھی واپس آئے ہیں۔ جس طرح اپنی گذشتہ زندگی میں سلسلہ احمدیہ کی بے جا مخالفت کو اپنا خاص مقصد اور مدعا سمجھے ہوا تھا۔ اسی طرح اب بھی اپنی ترقی اور سرسبزی اسی سلسلہ کی مخالفت کر کے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کی نجات اور بہتری کے لئے قائم کیا ہے۔ اور تعجب ہے کہ ”ذوالفقار“ ایک طرف تو اپنے مخالفین کی مہذبانہ تحریروں کو آپس کے اتفاق اور اتحاد کے منافی قرار دیتا ہوا تصل در آتش ہو کر یہ لکھتا ہے کہ :۔

”یہ ہمارا ذاتی تجربہ ہے۔ اور اب بھی ہم بوثوق کلی کہہ سکتے ہیں۔ کہ ”شیعہ“ خواہ کیسی ہی خلوص نیت سے اتفاق کے لئے مصافحہ کرنے پر سبقت کریں۔ اہلسنت اسے ہرگز ہرگز قبول نہیں کرینگے۔ اس کی وجہ منجملہ بعض دیگر وجوہات کے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اہلسنت میں بعض افراد ان کی بدقسمتی سے ایسے ایسے پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جن کی سرشت میں سوائے فساد فی الارض کے اور کچھ نہیں ہوتا“

اور دوسری طرف اس بات کا ذرا بھی خیال نہ رکھتے ہوئے خود ہمارے خلاف۔ ایسی نغو اور بے ہودہ تحریریں شایع کرتا ہے۔ کہ جن سے سوائے اس بغض اور کینہ کے جو۔ سے سلسلہ احمدیہ سے ہے۔ اور کچھ نہیں ظاہر ہوتا۔ کیا ”ذوالفقار“ ہمیں بتلائیگا۔ کہ جب وہ اپنے خلاف متین اور مہذب تحریروں کو بھی اتفاق کے توڑنے والی سمجھتا ہے۔ تو اس کی اپنی تحریریں جو محض بغض اور کینہ بے علمی اور جہالت کا کھلا کھلا ثبوت ہیں۔ وہ کیوں فتنہ کا موجب نہیں ہیں۔ اور ان کے لکھنے والے پر کیوں اسی کے یہ الفاظ صادق نہیں آسکتے۔ کہ ”اس کی سرشت میں سوائے فساد فی الارض کے اور کچھ نہیں“

بات یہ ہے۔ کہ ہمارے مخالفین کو اپنی آنکھ کا شہتیر تو نظر نہیں آتا۔ لیکن دوسروں کی آنکھ کا تنکا نظر آجاتا ہے۔ یہی حالت اخبار ذوالفقار کی ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ جب وہ ایک دوسرے کے خلاف لکھنے کو اتحاد و اتفاق کے خلاف قرار دیتا ہے۔ تو خود ہی ”قادیانی مشن“ کا ایک مستقل عنوان جما کر اس کے نیچے واہی تباہی لکھنا اپنا فرض سمجھتا ہے

ہمیں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مخالفین کی تحریروں کا نہ کوئی خوف ہے۔ نہ خدشہ۔ کیونکہ ہم خدا تعالیٰ ہی کی بخشی ہوئی توفیق سے ان کی بے ہودگی اور لغویت ثابت کر کے حق پسند اصحاب پر حقیقت واضح کر سکتے ہیں۔ اور کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے خلاف قلم اٹھانے والوں کو خود کم از کم اتنا تو سوچ لینا چاہیئے۔ کہ جو طریق وہ اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ اور اسے برا قرار دیتے ہیں۔ اسی کو ہمارے خلاف کیوں اختیار کرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ہمارے مقابلہ پر آکر معاندین اپنے قائم کردہ اصول کو خود ہی بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ جو ثبوت ہے اس بات کا کہ حق اور صداقت کی مخالفت کرتے کرتے وہ عقل و فکر سے عاری ہو چکے ہیں۔ اخبار ذوالفقار اپنے ۸ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء کے پرچہ میں الفضل ۱۲۔ فروری سنہ ۱۹۲۰ء کے مضمون ”اصحاب الکہف والرقیم کون ہیں“ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ :۔

”مرزا صاحب نے تاویلات کا بازار گرم کر کے حتی الوسع کسی امر واقع کو اس کی اصلیت پر نہ چھوڑا۔ بلکہ سب کے سب امور کو استعارات بنا دیا ہے۔ آپ کے شاگردوں اور مریدوں نے تو وہ کام کیا۔ جو ان کے پیر و مرشد سے بھی نہ ہو سکا“

ان الفاظ میں کہا تو یہ گیا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے تاویلات سے کام لیکر کسی امر واقعہ کو اس کی اصلیت پر نہ چھوڑا۔ لیکن اس امر کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں پیش کیا گیا۔ بلکہ صرف مذکورہ بالا مضمون کے بعض اقتباسات کو درج کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا۔ کہ اگر وہ اقتباسات غلط اور نادرست تھے۔ تو علمی طور پر ان کی غلطیوں کو ظاہر کیا جاتا اور بتایا جاتا۔ کہ ان میں جو تاویلیں کی گئی ہیں۔ وہ درست نہیں ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کی آیات کی صحیح تاویل کرنا کسی عقلمند اور قرآن کریم سے ذرا بھی واقفیت رکھنے والے انسان کے نزدیک کوئی جرم اور گناہ نہیں۔ ہاں اگر جرم اور گناہ ہے۔ تو ایسی تاویل کرنا ہے۔ جو صحیح اور درست نہ ہو۔ مگر تعجب ہے۔ کہ ذوالفقار نے حضرت مرزا صاحب۔ اور آپ کے خدام پر اتنا بڑا الزام لگا کر کہ انھوں نے کسی امر واقع کو اس کی اصلیت پر نہ چھوڑا۔ اس کا ثبوت دینے کی ذرا بھی تکلیف گوارا نہیں کی۔ اور ہرگز یہ نہیں بتایا۔ کہ فلاں آیت کی جو تاویل کی گئی ہے وہ درست نہیں ہے۔ اور اس میں یہ یہ غلطیاں ہیں۔ اگر ایسا کیا جاتا۔ تو ہم سمجھتے۔ کہ ذوالفقار نے نیک نیتی سے یہ الفاظ اپنے قلم سے نکالے ہیں۔ لیکن اب سوائے اس کے کیا کہا جائے۔ کہ وہ بے جا بغض اور حسد میں گرفتار ہونے کی وجہ سے اتنا بھی نہیں جانتا۔ کہ قرآن کریم کی آیات کی صحیح تاویل کرنا ”کسی امر واقع کو اس کی اصلیت پر نہ چھوڑنا“ نہیں ہے۔ بلکہ اصلیت اور حقیقت کو بیان کرنا ہے۔ اور صحیح تاویل کرنے کی قابلیت اور سمجھ اتنی بڑی نعمت اور فضل ہے۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما یعلم تاویلہٗ الا اللّٰہ والراسخون فی العلم۔ کہ قرآن کی کسی آیت کی تاویل کو نہیں جانتے مگر اللہ اور وہ لوگ جو علم میں پختہ کار ہوتے ہیں۔

قرآن کریم کے اس ارشاد کے ہوتے ہوئے کیا کوئی مسلمان کہلانے والا۔ اور قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھنے والا انسان یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ قرآنی آیات کی تاویل کرنا امر واقعہ کو اصلیت پر نہ چھوڑنا ہرگز نہیں۔

لیکن افسوس ہے ذوالفقار پر جو اس لئے برافروختہ ہو رہا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب اور آپکے مرید آیات قرآنی کی تاویل کرتے ہیں۔ کاش وہ جانتا اور سمجھتا۔ کہ آیات قرآنی کی تاویل کرنے کی قابلیت رکھنا خدا تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک بہت بڑا فضل ہے۔ جو سوائے ان لوگوں کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو راسخون فی العلم ہوتے ہیں۔ یہ سمجھ کر چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اپنی حالت پر ماتم کرتا۔ اور خدا تعالےٰ کے اس خاص فضل سے محروم رہنے پر سر پیٹ لیتا۔ لیکن وہ اُلٹا ہمارے مُنہ آتا ہے۔ اور ہم پر طعن کرتا ہے۔ کہ ہم آیات قرآنی کی تاویل کرتے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں۔ اگر آیات قرآنی کی تاویل کرنا درست اور جائز نہیں۔ اور تاویل کرنے سے کسی امر واقعہ کو اس کی اصلیت پر نہ چھوڑنا ہے تو خدا تعالےٰ نے یہ کیوں فرمایا۔ کہ قرآن کی کسی آیت کی تاویل کو سوائے اللہ اور راسخون فی العلم کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اگر یہ کوئی بُری بات ہوتی۔ تو کیا خدا تعالےٰ اس کے متعلق یہی فرماتا۔ افسوس! اسلام سے ناواقفیت نے لوگوں کو کہاں سے کہاں تک پہونچا دیا ؛

پھر ہم پوچھتے ہیں۔ اگر قرآن کریم کی کسی آیت کی تاویل کرنا درست نہیں۔ تو مہربانی کرکے ایڈیٹر صاحب ذوالفقار قرآن کریم کی حسب ذیل آیات کا مطلب اور معانی بتائیں۔ کہ کیا ہیں۔ خدا تعالےٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ وما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمیٰ۔ کہ نہیں پھینکا تو نے جب پھینکا۔ لیکن اللہ نے پھینکا۔ یہ آیت جنگ بدر کے اس واقعہ کے متعلق ہے۔ جبکہ رسول کریم نے سنگریزوں کی مٹھی بھر کر کفار کی طرف پھینکی۔ اب کیا اس آیت کے یہ معنے لئے جائینگے۔ کہ وہ مٹھی بظاہر رسول کریم نے نہیں پھینکی تھی۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے رسول کریم کی شکل اختیار کرکے پھینکی تھی۔

پھر خدا تعالیٰ رسول کریم کو فرماتا ہے۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم (۴۸-۱۰) کہ وہ لوگ ... جو تیری بیعت کرتے ہیں۔ تحقیق وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ رسول کریم کا ہاتھ ان بیعت کرنے والوں کے ہاتھ پر نہ تھا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے مجسم ہو کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا تھا ؛

پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا۔ (۱۷-۷۲) کہ جو کوئی اس دنیا میں اندھا ہے۔ وہ آخرۃ میں بھی اندھا ہی ہو گا۔ اور راہ سے بہت بھٹکا ہُوا ہو گا۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ دنیا میں جسقدر ظاہری آنکھوں کے اندھے انسان ہوتے ہیں وہ آخرت میں بھی اندھے ہی ہونگے ؛

اگر ان آیات کے وہی حقیقی اور اصلی معنے ہیں جو ظاہری الفاظ کے ہیں۔ تو ایڈیٹر صاحب ذوالفقار اس کا اعلان کریں۔ لیکن اگر ان آیات کی تاویل کی جائیگی۔ اور کسی عقل سے، اور قرآن کریم کو خدا تعالےٰ کا کلام سمجھنے والے کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ ہی نہیں تو پھر معلوم ہُوا۔ کہ تاویل کرنا کوئی بُری بات نہیں۔ بلکہ نہایت ضروری ہے۔ ایسی ضروری چیز کے متعلق ذوالفقار کا حضرت مرزا صاحب اور آپ کے خدام پر زبان طعن دراز کرنا سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم سے بالکل کورا اور بے بہرہ ہے ؛

مذکورہ بالا سطور میں ہم نے اصولی طور پر بتا دیا ہے کہ قرآن کریم کی آیات کی ایسی تاویل کرنا جو صحیح اور درست ہو کوئی ناروا امر نہیں ہے۔ اور اخبار ذوالفقار کے جواب میں ہمارا اتنا ثابت کر دینا کافی ہے۔ لیکن اس موقعہ پر ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ کہ آیات قرآنی کی تاویل کرنے کے متعلق حضرت مسیح موعود اور آپکے پیرووں پر ایک ایسے فرقہ کے اخبار کا اعتراض کرنا جس کی دوراز عقل وقیاس تاویلات زبان زد عوام وخواص ہیں۔ اور جو ہر آیت کو نہایت بے ڈھنگے طریق سے کھینچ تان کر حضرت علی اور امام غائب وغیرہ پر چسپاں کرنے کے درپے رہتا ہے۔ حد درجہ کی جرأت اور جسارت ہے۔ اسوقت ہم اس فرقہ کی مضحکہ خیز تاویلات کے بکھیڑوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ذوالفقار سے صرف اتنا پُوچھتے ہیں۔ کہ کیا جن لوگوں میں حضرت علی کا یہ قول مشہور ہو۔ ما نزلت اٰیۃ علے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا اقرأنیھا و املاھا علیّ فاکتبھا بخطی وعلمنی تاویلھا۔ (صافی) جس سے ظاہر ہے کہ حضرت علی فرماتے ہیں۔ رسول کریم پر کوئی آیت نہیں اُترتی جس کی مجھے تاویل نہیں سکھائی گئی۔ ان لوگوں کا آرگن ہونے کا دعویٰ کرنیوالا اخبار کسی اور کے آیات قرآنی کی تاویل کرنے پر بُرا منانے کا کیا حق رکھتا ہے۔ اور کیونکر کہہ سکتا ہے۔ کہ تاویل کرنے سے کوئی امر واقعہ اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں رہتا۔

ہمیں ذوالفقار کے اس مضمون پر جو اصحاب الکہف والرقیم کے متعلق "الفضل" میں لکھا گیا۔ نقل درآتش ہونے کی کوئی معقول وجہ معلوم نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ شیعہ حضرات جسقدر عجیب وغریب تاویلات اپنے عقائد کی تائید میں پیش کیا کرتے ہیں۔ ان سے ذوالفقار بھی غافل نہ ہو گا۔ لیکن شیعوں کی ایک معتبر تفسیر "عمدۃ البیان" کے مطالعہ سے اصل وجہ ظاہر ہو گئی۔ جہیں لکھا ہے کہ :-

"روایت صحیحہ میں آیا ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آرزو کی۔ کہ اصحاب کہف کو دیکھوں۔ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلعم تو ان کو دنیا میں نہ دیکھیگا۔ لیکن تو ایک جماعت کو اپنے اصحاب میں سے ان کے پاس بھیج۔ کہ وہ ان کو تیرے دین کی طرف بُلائیں حضرۃ نے فرمایا۔ کہ کیونکر بھیجوں۔ جبرئیل نے کہا۔ مثل سلیمان پیغمبر کے چادر پر بیٹھیں۔ جیسے کہ وہ تخت پر بیٹھتا تھا اور تو دعا کر خدا سے۔ کہ ہوا ان کو اُٹھا کر لے جائے جیسے کہ سلیمان کو لے جاتی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ چادر کو بچھائیں۔ اور اس پر علی مرتضٰی علیہ السلام اور سلمان اور ابو ذر اور ابو بکر اور عمر اور عثمان کو بٹھلایا اور فرمایا۔ کہ جس کسی کو تم میں سے اصحاب کہف سلام کا جواب دیویں۔ وہ وصی میرا ہے۔ اور حضرۃ نے دُعا کی۔ تو ہوا ان کو بحکم خداوند اُٹھا کر لے گئی اور غار پر پہونچا دیا۔ انہوں نے چادر سے اُتر کر غار کا پتھر اُٹھایا۔ جو وقت روشنی ہوئی۔ تو کُتا اصحاب کہف کا حملہ آور ہُوا۔ اور اس کی نظر ان آدمیوں پر پڑی۔ تو خاموش ہو گیا۔ اور اپنی دم کو ہلانے لگا علی مرتضیٰ ع نے ابوبکر سے کہا کہ تم اصحاب کہف کو

سلام کرو۔ ابوبکرؓ نے سلام کہا۔ جواب نہ آیا۔ اور اسی طرح عمرؓ نے اور عثمانؓ نے اور سلمانؓ نے اور ابوذرؓ نے سلام کہا۔ کسی کو جواب نہ آیا۔ جس وقت حضرت علی علیہ السلام نے سلام کیا تو جواب آیا کہ علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ علی نے فرمایا۔ میں رسول ہوں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ اور حضرت رسول خدا کا بھیجا ہوا تمہارے پاس آیا ہوں۔ کہ تم کو طرف دین پیغمبر آخر الزمان کے کہ وہ دین اسلام ہے۔ ہدایت کروں۔ اصحاب کہف نے جواب میں کہا۔ کہ مرحبا تجھ کو اور اس کو دونو کو ہم ایمان لائے۔ اور ہم نے اس کے دین کی تصدیق کی۔ حضرت علی نے فرمایا۔ کہ رسول خدا نے تم کو دعا بھیجی ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہماری طرف سے محمد رسول خدا کو درود اور سلام پہنچے۔ جب تک کہ زمین اور آسمان ہیں۔ اور جس وقت انہوں نے دین اسلام کو قبول کر لیا۔ اور نبوت خاتم الانبیاء اور ولایت سید الاولیا پر ایمان لائے تو حضرت علی علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا۔ کہ وہ انکو وہاں سے لے کر چلی۔ اور پہلے اس سے کہ وہ رسول خدا کے پاس پہنچیں۔ جبرئیل نے رسول خدا کو اس گفتگو کی کہ جو ان کے اور علی کے درمیان واقع ہوئی تھی۔ خبر کی۔ جو وقت کہ وہ حضرت کی خدمت میں پہونچے۔ تو رسول خدا نے فرمایا۔ کہ جو کچھ اصحاب کہف کے اور تمہارے درمیان گفتگو ہوئی ہے۔ اس کو پہلے میں بیان کروں یا تم بیان کرو۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی۔ کہ یا رسول خدا۔ آپ پہلے بیان کریں۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کے روبرو گفتگو کہ جو علی مرتضیٰ کے اور اصحاب کہف کے درمیان آئی تھی۔ بیان فرمائی۔"

جن لوگوں میں اس قسم کی بے سروپا اور مضحکہ خیز روایات مشہور ہوں۔ بھلا ان کا اخبار ذوالفقار کیونکر آیات قرآنی کی صحیح اور درست تاویل کو ٹھنڈے دل سے تسلیم کر سکتا ہے۔

کیا ہی اچھا ہوتا کہ ذوالفقار ہم پر اعتراض کرنے کی بجائے پہلے اپنے گھر کو دیکھتا۔ اور ہم پر اعتراض کرنے کی بجائے اپنے مفسروں اور مجتہدوں کو کوستا جنھوں نے آیات قرآنی کی غلط اور بے جا تاویلات و تشریحات کر کے ان کی اصلیت کو بالکل گم کر دینا چاہا ہے۔

"خلیفہ قادیان امرتسر میں"

اس عنوان سے مولوی ثناء اللہ کا اخبار اہلحدیث مورخہ ۵ مارچ سنہ ۲۰ء رقمطراز ہے کہ:۔

"قادیانی خلیفہ لاہور سے واپس آتا ہوا امرتسر میں بھی اترا۔ ۲۲-۲۳ فروری کو اس کے لیکچر کا انتظام کیا گیا۔ مولانا ابوالوفا اس سے پہلے امروہہ اور شاہجہانپور تھے۔ امرتسری علماء نے ۲۰ ہی سے خلیفہ جی کا استقبال کرنا شروع کر دیا۔ ان سب میں پیش پیش مولوی سید عطاء اللہ شاہ صاحب تھے۔ جنھوں نے مرزائی خیالات متعلقہ اسلام اور متعلقہ خلافت اسلام بتا بتا کر پبلک کو ان کے جلسے میں جانے سے منع کیا۔ اتنے میں مولانا ابوالوفا بھی ۲۳ فروری کی دوپہر کو آ پہنچے۔"

اسکے بعد اسباب کا ذکر کرتے ہوئے کہ آکر مولوی ثناء اللہ صاحب نے لیکچر دیا لکھا ہے کہ:۔

"خلیفہ قادیان کو دیکھ کر امرتسری مسلمانوں میں جو جوش پیدا ہوا تھا۔ وہ علماء کی تقریروں سے ٹھنڈا پڑ گیا الحمد للہ۔ سنا گیا۔ کہ اثناء تقریر میں خلیفہ قادیان پر بہت سے آوازے کسے گئے۔ بلکہ اینٹ پتھر بھی پڑے ہمارے خیال میں خلیفہ جی کو اس بات کا ملال نہیں ہوگا کیونکہ ان کے والد صاحب آنجہانی جب امرتسر میں آئے تھے۔ اور اسی مکان میں انہوں نے لیکچر دیا تھا۔ تو ان کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ ہوا تھا۔ یہاں تک کہ پولیس کی حفاظت میں اگر اسٹیشن تک نہ پہنچائے جاتے۔ تو شاید مزار شریف بھی امرتسر میں ہی ہوتا۔"

اس نوٹ کو ختم کرتے ہی "شکایت بیجا ہے" کے عنوان سے لکھا ہے کہ:۔

"کسی نے اثناء تقریر میں اہل لاہور کی سخت شکایت کی۔ کہ خلیفہ قادیان نے وہاں دو لیکچر دیے۔ مگر علماء لاہور اور پبلک نے خلیفہ جی کی قدر نہ کی جیسی کہ اہالی امرتسر نے کی۔"

یہ الفاظ جس شرافت سے لکھے گئے ہیں۔ اسکے اظہار کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایک ایک حرف پکار رہا ہے۔ کہ لکھنے والا کس قماش کا انسان ہے۔ یہ امرتسری بدتہذیبوں کا سرگروہ اپنے گروہ کی نمائندگی کرتا ہوا کہتا ہے کہ امرتسر کے مسلمانوں کی بدسلوکی سے خلیفہ صاحب ملول نہ ہوں۔ کیونکہ ان کے والد صاحب پر بھی مسلمانان امرتسر نے پتھر پھینکے تھے۔

اسکے متعلق ہم اُسے یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے مقدس اور اولوالعزم خلیفہ کو ہرگز کوئی شکایت نہیں۔ کیونکہ ملال اور رنج تو ان لوگوں کے افعال پر ہوتا ہے۔ جو عقل اور سمجھ رکھتے ہوں۔ لیکن جو لوگ دیوانے ملاؤں کے دھوکوں اور چکموں میں آکر عقل و خرد اور انسانیت کو جواب دے بیٹھیں۔ ان سے کوئی دانا ملول نہیں ہو سکتا۔ ہاں ہمارے امام کو ان مسلمان کہلانے والوں کی حالت پر رحم ضرور آتا ہے۔ اور یہ اسی رحم کا تقاضا تھا۔ کہ حضور باوجود ناسازی طبع پورے اڑھائی گھنٹہ دردِ دل سے نصائح فرماتے رہے اور سچے مسلمان بننے کی تلقین کرتے رہے۔ باقی رہا اہل حدیث کا حضرت مسیح موعود پر پتھر پھینکنے پر فخر کرنا سو وہ اس کی جہالت اور وحشیانہ پن کا ثبوت دیتا ہے۔ کیا اہل حدیث نہیں جانتا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی جبکہ آپ ایک گروہ کو تبلیغ حق کرنے کے لئے طائف گئے تھے۔ پتھر پھینکے گئے تھے۔ اور آپ ان پتھروں کی ضربات سے زخمی ہو گئے تھے۔ پس اگر امرتسر میں حضرت مسیح موعود پر پتھر پھینکے گئے۔ تو اس سے یہی ثابت ہوا۔ کہ حضور مثیل محمدؐ تھے۔ اور پتھر پھینکنے والے ان بدقسمتوں کی یادگار تھے۔ جنھوں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر طائف میں پتھر برسائے تھے۔ اسلئے اگر آپکے خلف الصدق اور خلیفہ برحق پر انہی امرتسریوں نے پتھر پھینکے۔ تو اپنی درندگی کا ثبوت دیا۔ لیکن یہ امرتسریوں پر آپ نے افتراء باندھا ہے کہ انہوں نے حضرت پر اثنائے لیکچر میں آوازے کسے کیونکہ جس وقت حضور کا لیکچر ہو رہا تھا۔ تو لوگ اس محویت سے سن رہے تھے۔ جس کی توقع نہیں تھی۔

ہندو صاحبان بخوشی سؤروں کی قربانی کریں

مسلمان جو گائے کی قربانی کرتے ہیں۔ وہ کبھی کسی کی دل آزاری اور رنج رسانی کے خیال سے نہیں کرتے۔ بلکہ ان کا مذہب گائے کو حلال قرار دیتا۔ اور ان کو اجازت دیتا ہے۔ کہ وہ اس کی قربانی کریں۔ اور اس کا گوشت کھائیں۔ برخلاف ازیں سؤر کو اسلام نجس اور ناپاک قرار دیتا ہے۔ اور مسلمان اس کو چھونا تک بھی پسند نہیں کرتے۔ اس لئے اگر کوئی سؤروں کو مارے تو مسلمان اس سے بہت خوش ہونگے۔ چہ جائیکہ اس سے ناراض ہوں۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں ہمعصر "وکیل" سے "اودھ اخبار" کے حسب ذیل الفاظ پڑھکر سخت حیرت ہوئی۔ کہ اس نے صرف سؤروں کے مارنے کے متعلق ان الفاظ کو قلم بند کرنے کی کیوں تکلیف اٹھائی کہ

"اہل اسلام کی نظروں میں سؤر ناپاک اور غیر مقدس ہے۔ مگر اس کی قربانی ہندوؤں کے متبرک تیوہاروں اور دیگر تقریبات کے موقعہ پر ہمیشہ عام طور پر ہوتی ہے۔ پس کسی دوسرے مذہب والوں کو یہ حق نہیں حاصل ہے۔ کہ وہ ہندوؤں کو اپنے رسم و رواج کے مطابق قربانی سے روکیں"

ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ کوئی مسلمان سؤروں کو مارنے اور ان کو قربانی پر ہاتھ اٹھانے میں کسی قسم کی روک کاوٹ ڈال سکتا ہے جبکہ وہ سؤروں کے ناپاک اور نجس ہونے کی وجہ سے دل سے چاہتا ہے کہ وہ دنیا سے نابود ہو جائیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہندو اس نفرت اور کراہت کو جانتے ہوئے جو مسلمانوں کو اس ناپاک جانور سے ہے۔ اس کی قربانی اس رنگ اور اس طریق سے کریں۔ جس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہو۔ تو ان کا روکنا ممکن ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ مسلمان ہندوؤں کو اس فعل کے کرنے سے روکیں۔ لیکن کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر یہ بات درست ہے کہ

"کسی دوسرے مذہب والوں کو یہ حق نہیں حاصل ہے کہ وہ ہندوؤں کو اپنے رسم و رواج کے مطابق قربانی سے روکیں"

تو پھر کسی دوسرے مذہب والوں کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنے مذہبی رسم و رواج کے مطابق قربانی کرنے سے روکیں۔ کیا ہندو صاحبان اس خود قائم کردہ اصل کے مطابق آئندہ گائے کی قربانی سے مسلمانوں کو نہیں روکینگے۔ اس کے مقابلہ میں مسلمان بڑی خوشی کو اعلان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ ہندو صاحبان بڑی خوشی سے سؤروں کی قربانی کریں۔ اس پر نہ انہیں پہلے کوئی اعتراض تھا۔ اور نہ آئندہ ہوگا۔

پیسہ کا مذہب

خبر ہے۔ کہ بعض پادریوں نے پوپ کو لکھا ہے۔ کہ چونکہ اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ لہذا ان کا سالانہ خرچ بڑھا دیا جائے۔ ورنہ وہ ہڑتال کر دینگے۔" اس خبر سے صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ حضرات پادری صاحبان کا مذہب پیسہ ہے۔ وہ ایک آدم زاد کو اس لئے خدا کہتے ہیں کہ ان کو "پیسہ" ملتا ہے۔ اور اسی لئے وہ لوگوں کو عیسائیت کی دعوت دیتے ہیں۔ لیکن اگر ان کے اخراجات بڑھ جائیں۔ اور انکو پیسہ تھوڑے ملیں۔ تو تمام مسائل کو فراموش کر دیتے ہیں اور صاف کہدیتے ہیں۔ کہ ہم ہڑتال کر دینگے۔ کیا مطلب کہ لوگوں کو عیسائی بننے کی دعوت دینا چھوڑ دینگے۔ کیا اسی مذہب میں آنے کی سٹر لائڈ جارج دنیا کو دعوت دیتے ہیں۔ جس کے عام پیرووں کی نہیں۔ بلکہ واعظوں اور مُنادوں کی یہ کیفیت ہے۔ اس سے تو ظاہر ہے کہ حضرات پادری صاحبان مسیحیت کو سچا سمجھکر اس پر ایمان نہیں لائے ہوئے۔ بلکہ اس کی سنہری روپہلی کرنوں کے فریفتہ ہیں۔

پیغام سچا ہے یا اُس کا "امیر"

جن اصحاب کو معلوم ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب آج تک کتنے رنگ بدل چکے ہیں وہ اس حقیقت کو فراموش نہیں کر سکتے۔ کہ مولوی صاحب جس عقیدہ پر حضرت مسیح موعود کی حیات میں تھے۔ آج اس سے بہت دور اور بہت نیچے اتر آئے ہیں۔ لیکن اب تعجب یہ ہے۔ کہ عقائد کو چھوڑ کر عام واقعات میں بھی وہ اسی طریق پر کاربند ہو گئے ہیں یعنی آج وہ ایک بات کہتے ہیں۔ اور کل اس سے انکار کر دیتے ہیں۔ گذشتہ سال کی بات ہے۔ کہ مولوی صاحب نے "اپنے احباب کو ایک نصیحت" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا تھا۔ جسمیں اپنے گروہ کی کامیابی اور اہمیت کے متعلق ان خیالات کا اظہار کیا تھا کہ:۔

"ہم نے مئی ۱۹۱۴ء میں انجمن کی بنیاد رکھی۔ اس کام میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے احباب نے گذشتہ پانچ سال میں جس قدر کوشش کی ہے۔ وہ خود اپنے نتائج سے ظاہر ہے۔ جن نتائج کو نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرونی پبلک بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہے اور جس کا اعتراف سارے مسلمانوں کو یہاں تک ہے۔ کہ وہ خود بھی ہمارے ساتھ ملکر اس کام میں حصہ لے رہے ہیں۔"

مولوی صاحب نے ایک طرف تو اس طرح اپنے کام کی اہمیت ظاہر کی۔ اور دوسری طرف انہی ایام میں ایک مبائع کو خط لکھا۔ جو ان کی بدقسمتی سے ۲۴۔ ستمبر ۱۹ء کے پیغام میں شائع ہو گیا۔ اس میں لکھا کہ:۔

"ہماری جماعت اسوقت ایک لاکھ روپیہ اشاعت اسلام کے لئے صرف کر رہی ہے۔ اور مخالفت بھی نہ صرف قادیانی جماعت تک محدود ہے۔ بلکہ غیر احمدی بھی ہمارے زیادہ مخالف ہیں"

جوقت یہ دونوں تحریریں شائع ہوئی تھیں۔ اسی وقت الفضل (۲۲۔ نومبر ۱۹ء) نے پوچھا تھا۔ کہ آپ کی "دونوں" باتوں میں سے "ایک" کونسی "جھوٹی" ہے۔ لیکن اس کا ہمیں آج تک جواب نہیں ملا اب پھر پیغام نے اسی بات کو دُہرایا ہے۔ اور اخبار عام کو مخاطب کر کے یہ لکھتے ہوئے کہ مُسلمانوں کے غیر مبائعین کے ساتھ کیسے تعلقات ہیں۔ لکھا ہے:۔

"آپ جانتے ہیں کہ ان (مُسلمان) لوگوں کے ہمارے (غیر مبائعین) کیسے تعلقات ہیں۔ اور وہ ہماری کسی بات کو خواہ کیسی ہی راستی اور نیکی پر مبنی ہو کبھی پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتے" (پیغام ۱۳ مارچ ۱۹۲۰ء)

اس کے متعلق ہم پیغام سے دریافت کرتے ہیں کہ جب تمہارے "امیر" فرماتے ہیں کہ مسلمان ان کے ساتھ ملکر کام کر رہے ہیں۔ تو کیوں تم نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ لکھتے ہو کہ غیر احمدی مبائعین کے مخالف ہیں۔ اور ان کے کام کو پسند نہیں کرتے اگر کہو۔ کہ امیر صاحب

...نے بھی تو لکھ دیا ہے۔ کہ وہ ہمارے مخالف ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ نہ صرف تم جھوٹے۔ بلکہ تمہارے امیر صاحب بھی ایسے ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ لوگ ان سے ملکر کام کریں۔ اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ نہیں وہ ہمارے سب سے زیادہ مخالف ہیں۔

مسجد لندن کے متعلق

احمدی بہنوں کی خدمت میں التماس

میری داحبیب اللہ بہنو! کم فرصتی ایک ایسی رکاوٹ ہے جو کہ انسان کو بہت سے ضروری خیالات کے اظہار سے روک دیتی ہے۔ عام طور پر عیالدار مستورات کے راستہ میں اس رکاوٹ کا حائل ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اسی طرح یہ آپ کی خادمہ بھی کثیر العیالی کے الجھنوں میں جکڑی ہوئی ہے۔ اور کئی سال قلم ہاتھ میں پکڑنے سے قاصر رہی اب حضور صاحبزادہ اولوالعزم والاتبار کے احمدیہ مسجد لنڈن کے اعلان چندہ نے میری ٹوٹی ہوئی قلم کو از سر نو جنبش دے دی۔ اور اپنے پراگندہ خیالات رقم کرنے پر مجبور کر دیا ؛

دیکھئے سورج اب مغرب میں طلوع ہونے لگا ہے کفرستان یورپ میں تین خداؤں کی پرستش کی بجائے واحد لاشریک کا ذکر خیر ہوگا۔ جس کے پھیلانے کے لئے فخر موجودات سرور کائنات نے ہزارہا تکلیفیں مصیبتیں زحمتیں برداشت کیں۔ اور اپنی مبارک جان کو ہلکان کر کے ظالموں کے ہاتھوں سے اپنے مقدس اور مطہر جسم کو لہولہان کرا کر بلکہ اپنے لخت جگروں تک قربان کر کے زنگ خوردہ دلوں سے کثیر التعداد معبودوں کے نقش الفت مٹا کر توحید کا بیج بویا۔ کلام الٰہی سنا سنا کر اس کی آبپاشی کر کے پرورش کی۔ پھر صحابہ کرام نے اپنے مال و جان تصدق اور قربان کر کے بہت سی مخلوق خدا کو تثلیث پرستی اصنام پرستی کے گورکھ دھندوں سے نجات دلا کر اپنے منعم حقیقی معبود ازلی واحد لاشریک کے آستانہ پر گرا دیا۔ اور بچھڑی ہوئی مخلوق کو اپنے خالق ذوالجلال سے ملا دیا۔ وہ مقدس مذہب سکھایا جو عین انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ جو تمام ترقیوں شادکامیوں۔ کامیابیوں امن و امان سے زندگی بسر کرنے کا منبع اور سرچشمہ ہے۔ اور جو بڑی تحدی سے دعویٰ پیش کرتا ہے۔ کہ میرا پیرو اعلیٰ سے اعلیٰ اور ارفع سے ارفع انعامات دینی اور دنیاوی کا مالک اور وارث ہو سکتا ہے۔ یہ فیض عام کا سلسلہ مردوں تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ فرقہ اناث میں بھی بڑی بڑی ہمدرد خلائق خادمات دین عالمہ فاضلہ خاتونیں گذری ہیں جنھوں نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں کئے۔ حتیٰ کہ میدان رزم میں بھی مردوں سے پیچھے نہ رہیں۔ میدان جنگ میں جہاں جدال و قتال کا بازار گرم تھا۔ اور سر دھڑ کی بازیاں تھیں مسلم خاتونیں پوری سرگرمی سے مجروحوں کی خدمت میں مصروف تھیں۔ نہ انھیں باپ کے مارے جانے کا غم تھا۔ نہ بھائیوں کے قتل ہونے کا افسوس۔ نہ شوہر اور بیٹوں کے نثار ہو جانے کا رنج۔ غم تردد تشویش۔ رنج و الم اگر تھا۔ تو یہ تھا۔ کہ رسول خدا محبوب کبریا کو کسی قسم کا گزند نہ پہونچے۔ ذاتی صدمات اپنے سچے اور پیارے مذہب کے آگے بالکل ہیچ تھے۔

اب اس زمانہ میں جبکہ اسلام کا چہرہ شرک کے سیاہ بادلوں کے نیچے چھپ گیا۔ اور حیات مسیح کا بدنما دھبہ اسلام کے شیدائیوں نے اسلام کے درخشندہ چہرہ پر لگا دیا تھا۔ جس سے وہ دھندلا ہو کر یار و اغیار کے طعن و ملامت کا نشانہ بن رہا تھا۔ اس غلط عقیدہ کی بدولت سینکڑوں ہزاروں واحد خدا کے پرستار کفار کی بے پایان دلدل میں پھنس کر صلیب دام میں مقید ہو گئے کئی ہون کنڈ اور دیوتاؤں کے آگے سربسجود دیا ہوئے اور خدا کے برگزیدہ رسول اور سچے مذہب پر طرح طرح کی پھبتیاں اور تمسخر اڑانے لگے۔ ان حالات کو دیکھ کر معبود ازلی مسجود حقیقی خالق کون و مکان کے دریائے رحمت و غیرت نے جوش مارا۔ تو بروز مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم برنگ مسیح و مہدی نازل ہوئے۔ جنھوں نے اپنی قوت قدسی و آلہی الہامات کی بارش سے اس کریہہ منظر داغ کو دھو دیا اور گرد و غبار کو صاف کیا۔ تو زندہ مذہب کا وہی سابقہ نورانی اور منور چہرہ اپنی پہلی ہی آب و تاب کے ساتھ چمکنے اور دمکنے لگا۔ مخالفین کے طعن و تشنیع بودے ہو گئے۔ درخشندہ مذہب کی جگمگاہٹ سے مذاہب باطلہ خیرہ ہو گئے۔ نور کے آگے ظلمت کافور ہو گئی لکھو کھہا انسانوں کو شرک کے تیرہ و تاریک کنوئیں سے نکال کر معرفت کے بلند اور روشن منار پر کھڑا کیا۔ اور سابقہ توحید کا سبق سکھایا۔ وہ اپنا کام ختم کر کے اپنے مالک حقیقی کے پاس جا بسے ؛

اب ان کے صاحبزادہ والاشان اولوالعزم خلیفہ ثانی کا منشاء مبارک ہے۔ کہ کفرستان یورپ میں خدا کا گھر بنا کر اس کے بلند مناروں پر پانچوں وقت اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہو۔ واحد لاشریک کی ندائے پاک سے جو کان آج تک آشنا نہیں ہوئے۔ بہرہ اندوز ہوں۔ اور مخلوق پرستی کو چھوڑ چھاڑ کر خالق حقیقی کی ہستی لایزال کے آگے سرنگون ہوں۔ اس مشکل اور اہم کام کیواسطے زر کثیر کی ضرورت ہے۔ سرزمین حرم (قادیان) کی رہنے والیوں نے جو کہ اس سے پیشتر بھی ہر ایک کار خیر میں گوئے سبقت لے جاتی ہیں۔ اس بھلائی اور نیکی کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ ہم دور افتادگان ارض مقدس کو اس عظیم الشان ثواب سے محروم نہیں رہنا چاہیئے۔ اپنی بہت سی ضروریات چھوڑ کر اس کار خیر میں چندہ دینا چاہیئے۔ زندگی نہایت بے اعتبار ہو رہی ہے۔ کشتی حیات انفلونزا سخت گرداب میں پڑی ہوئی ہے۔ نت نئی امراض کا دورہ ہے۔ اور انسانی ہستی پانی کے حباب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہے

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا
آدمی بلبلہ ہے پانی کا

لوگ اس ارنا پائدار میں جہاں ایک پل بھی ٹھہرنے کا بھروسہ نہیں بھاری زیورات عمدہ مکانات بنواتے۔ اعلیٰ پارچات خریدتے ہیں۔ مگر یہ سب اشیاء یہاں ہی رہ جانے والی ہیں۔ ہمیں چار و ناچار اس سرائے کو چھوڑنا پڑیگا ؎

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائینگے

ہمارے کوچ کر جانے سے اس تماشا گاہ دنیا میں کچھ کمی واقع نہ ہوگی۔ ہم سے اچھے لوگ بہت جلدی آموجود ہونگے نہ کوئی ہمارا نام لیگا۔ نہ یاد کرے گا۔ کارخانہ عالم اسی طرح چلتا رہے گا۔ لیکن ہم عدم آباد پہونچ کر اپنی زاد راہ نہ لینے کے لئے کف افسوس ملیں گے۔ جو کہ محض بیہودہ

ہو گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے ہمدردی خلائق کے لئے یہ
یہ ایک بڑی اعلیٰ سبیل زادِ راہ ملک عدم میں پہنچانے
کے لئے نکالی ہے۔ پس گرم جوشیوں سے چندے دو۔
اور اپنے لئے جنت الفردوس میں زیور کپڑے مکانات
بنواؤ۔ بعد مُردن ان سلامتی کے محلات میں جا داخل ہو
جہاں سے نکلنے کا کھٹکا ہی نہ رہے۔ ھم فیھا
خالدون کی آیت مبارک کے نیچے آجاؤ۔ جب کہ ہم
بھی خدا کے پیارے مسیح کے دامن سے وابستہ ہیں۔ تو
کیوں نہ اس کار خیر میں مردوں جیسا حصہ لیں۔ اگر ہم
اس چندہ کی شراکت سے کوتاہی کریں گی۔ تو اپنے مرشد
آقا کو کیا منہ دکھائینگی۔ اور کن اوصاف کی بدولت احمدی
کہلائینگی ؎

یہ ستارہ قادیاں سے ہے چلنے والا
ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

میرا کامل یقین ہے۔ کہ ضرور عہد محمودی میں لا الٰہ
الا اللّٰہ کے زبردست نیزے سے بُت تثلیت کے
ٹکڑے اڑینگے۔ اور کفارہ کا طلسم ٹوٹیگا۔ فضل عمر کی
حمایت پر خدا تعالےٰ نے اپنے مقرب فرشتے مقرر کئے
ہوئے ہیں۔ جو اس کام کو ضرور سرانجام دینگے۔ اگر ہم اس
ثواب عظیم سے محروم رہیں۔ تو ہماری سخت بدبختی ہوگی
دیکھو چندہ دینے والے سُرعت سے چندہ دے رہے
ہیں۔ جو کئی ہزار تک پہونچ گیا ہے۔ مگر ہم امام الزمان
کی نام لیوا اور گروہ صحابہ ہو کر خاموش منہ دیکھیں ؎

یاران تیز گام نے محمل کو جالیا
ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے

جس طرح غلامانِ احمد سرگرمی سے ہر ایک شہر سے چندہ
بھیج رہے ہیں ہمیں بھی اس کارخیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے
تاکہ آیندہ آنے والی نسلیں کفرستان میں بیت اللہ
دیکھ کر ہمارے لئے بھی دعائے خیر کریں۔ کئی جانیں اس
خانہ خدا کی بدولت کفر و شرک دہریت کی دھندلی غار
سے نکلکر لم یلد ولم یولد کی عالی مرتبت سرکار کے
حضور میں جبین نیاز رگڑ رگڑ کر اس کے محرکوں اور
مددگاروں کی خدمت میں دعا کا بہترین ہدیہ پیش کرینگی
بغور فرمائیے افتادہ انسان عزیزوں کی خدمت میں پیش
کر سکتا ہے۔ پھر وہ مسجد ان خادمان دین مبلغ بھائیوں
کا جائے قیام ہو گا۔ جو کہ تبلیغ کی خاطر دیس وطن بال
بچوں۔ عزیزوں۔ رشتہ داروں سے جُدا ہو کر مذہب
کی خدمت کرینگے۔ اور ہر وقت اپنے مدد گاروں اور
عمدہ یادگاروں بنانے والوں کے لئے فلاح دارین
کی دعائیں مانگیں گے۔ شاید ان سے ہی ہماری عاقبت
سنور جائے ۔

یا الٰہی قادر مطلق احمدی قوم کے مرد عورت۔ بچے
بچیوں کے دل میں دین حق پھیلانے کے لئے خاص جوش
اور تڑپ پیدا کر دے۔ ان کا کام تیرے دین برحق کی
خدمت کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ ہم غلامان اور کنیزکان
مسیح موعود مال چھوڑ جانوں تک دین کی خدمت میں قربان
کر دیں۔ اور اس مبارک عہد کو پورا کر دکھائیں۔ جو تیرے
مسیح کے دست مبارک پر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا
کیا تھا۔ آمین۔

بہنوں کی ادنےٰ خادمہ
اہلیہ ملک کرم الٰہی ضلعدار نہر۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

مسجد لنڈن کے لئے چندہ اور میرا احمدی دورہ

دسمبر ۱۹۱۹ء کے جلسہ سالانہ کی شرکت کے بعد جبکہ میں
حیدرآباد دکن کو لوٹا۔ تو اُن دنوں بعض محلوں میں طاعون کی
گرم بازاری تھی۔ لیکن ابھی دو ہفتہ نہ گذرے تھے۔ کہ دیکھتے
دیکھتے ہمارے محلہ میں بھی کیس شروع ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کا
شکر کہ اس وقت میرے برادر عزیز حکیم میر سعادت علی صاحب
اور میری والدہ محترمہ کو یہ بات بر موقع سوجھی۔ کہ بجائے
اپنے باغ میں منتقل ہونے کے کیوں نہ دارالامان چلے چلیں
پس ۳۶ گھنٹہ میں ہی انتظام کر کے معہ متعلقین ۲۵۔
جنوری ۱۹۲۰ء کو حیدرآباد سے روانہ ہو کر بمبئی و احمدآباد
اجمیر شریف و دہلی وغیرہ مقامات پر بطور قرنطینہ چند ایام گذار کر
۱۲۔ فبروری پنجشنبہ کے روز مدینۃ المسیح میں دکن کا قافلہ
داخل ہو کر بارگاہ خلافت میں باریاب ہوا۔ الحمد للہ
دوسرے دن چونکہ حضور خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ بنصرہٖ) معہ
اسٹاف بعد نماز جمعہ لاہور تشریف لیجانے کو تھے۔ اسلیے بمنشاء خلافت پناہ
ہم خدام (میں اور میرے بھائی) بھی ہمرکاب ہو گئے ۔
واپسی لاہور سے چند یوم کے بعد جبکہ حضور معہ اہل بیت کرام
پھر دہلی تشریف لیجا رہے تھے۔ ہم نے سفر پشاور کی اجازت
حاصل کی۔ اتفاق الامر کہ انہیں ایام میں سرحدی مقامات پر
ایک ڈیپوٹیشن بغرض تحریک و فراہمی چندہ مسجد ولایت قادیان
سے جانیوالا تھا۔ جس کی اطلاع ان مقامات پر دیدی گئی۔ لہذا
اراکین انجمن کا یہ ارشاد ہوا۔ کہ اس مقدس کام کو بھی ہم ہی انجام
دیں ۔

اس مبارک مقصد کو مدنظر رکھ کر بتاریخ ۲۔ مارچ ۱۹۲۰ء بروز
سہ شنبہ بعد نماز ظہر قادیان سے روانہ ہو کر ہم لاہور پہونچے۔ اور
امیر جماعت لاہور چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا
کے ہاں فروکش ہوئے۔ باوجود مصروفیت کاروبار لاحقہ کے
چودھری صاحب ممدوح نے جس تواضع اور مہمان نوازی کا ثبوت دیا
وہ قابل قدر ہے ۔

دوسرے روز راولپنڈی ہوتے ہوئے پنجشنبہ کے دن
بعد نماز عصر پشاور پہونچے۔ اور مکرم و محترم قاضی محمد یوسف صاحب
سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور سے ملاقات کی۔ مکان انجمن گو
ایک مختصر بالاخانہ ہے۔ لیکن مفید و موزون مقام و حالت میں
ہے۔ حساب و کتاب کے ضروری رجسٹر باقاعدہ رکھے ہوئے
ہیں۔ لائبریری کا بھی خاصا انتظام ہے۔ مہمانوں کی رہائش کا
ضروری سامان بھی موجود ہے۔ دن و رات کے اوقات
فرصت میں جماعت کے احباب کا اجتماع بھی ہوتا رہتا ہے۔
خاص کر یہ بات ضرور قابل ذکر ہے۔ کہ قاضی صاحب بعد نماز
مغرب بالالتزام درس قرآن حاضر الوقت احباب میں عمدگی سے
دیا کرتے ہیں۔ بعد نماز جمعہ میں نے مسجد ولایت کے لئے دوبارہ
چندہ کی تحریک کی۔ قسط اوّل جو کہ پہلے سے ہی جمع تھی۔ قاضی صاحب
نے میرے حوالہ کی۔ جس کی مقدار نقد (صما؍) تھی۔ اور ۱۵؍
روپیہ دیگر مدات کے تھے۔ دوبارہ چندہ کے لئے وعدہ کیا
ہے۔ اُمید ہے۔ کہ قسط دوم میں انشاء اللہ یہ رقم انجمن میں
داخل فرمادینگے ۔
دوسرے روز میں نے اپنی حسب عادت پشاور کے مشاہیر

سے بمعیت قاضی صاحب ملاقات کی۔ جنہیں سے قابل ذکر صاحبزادہ خان بہادر سر عبد القیوم صاحب ہیں۔ جو نہایت مدبر انسان ہیں سرحدی مقام میں مجھ کو اس بات نے حیرت میں ڈالا۔ کہ عام طور پر یہاں کے اصحاب نہایت پولٹیکل نظر آئے۔ چنانچہ نواب صاحب ممدوح سے جبکہ ہم نے ٹرکی کے مستقبل پر بہت دیر تک گفتگو کی۔ تو وہ اپنی دقیقہ سنجی سے اکثر جوابات نہایت برجستہ دیتے رہے ۔

اثناء قیام پشاور میں اخویم سید غلام رسول صاحب و ملک عبد المطلب صاحب نے ہماری دعوت کی۔ اور خاص کر اخویم مکرم میرزا یوسف علی صاحب پشاوری نے پورے تزک و احتشام کے ساتھ پشاوری طرز کی دعوت کرکے اپنے برادر مولوی نذر علی صاحب سے ہماری گفتگو کرائی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء ایت وار کے روز ہم پشاور سے صبح کی بمبئی میل میں روانہ ہوئے اور بوجہ تعطیل مکرم قاضی صاحب اور ایک اور دوست بھی ہمارے ساتھ تھے۔ ہم دو گھنٹہ بعد نوشہرہ پہونچے۔ چھاؤنی میں میاں محمد عبد اللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنا خیال ظاہر کیا۔ کہ چونکہ مدت سے ان کی خواہش ہے کہ نوشہرہ میں کوئی پبلک لیکچر ہو۔ اس لئے کوئی لیکچر یہاں دیا جائے۔ ان کی خواہش پر قاضی صاحب نے میرا ایک لیکچر (اسلام کے تنزل کے اسباب اور اس کا علاج) پر پیر کے روز مقرر کرکے دیواری اشتہارات چسپاں کرنے اور اعلان عام کرنے اور دیگر انتظام کے متعلق ضروری ہدایات دے کر وہاں سے مردان روانہ ہوگئے ۔

ایک بجے ہم مردان پہونچے۔ اور میاں محمد یوسف صاحب اپیل نویس سکرٹری انجمن احمدیہ مردان سے ملاقات کی۔ جماعت مردان بفضلہ تعالےٰ اسم بامسمیٰ ہے۔ کیوں نہ ہو کہ جماعت کے پیش نظر ایک روحانی باخدا انسان کا نیک نمونہ یعنی ہمارے مکرم میاں محمد یوسف صاحب ہیں۔ مکان انجمن و مسجد احمدیہ کے سرسری ملاحظہ اور حساب و کتاب کے گوشوارہ کی صفائی و جماعت کے افراد کی یک جہتی اور اپنے سکرٹری کی اطاعت و فرمانبرداری ان امور کے مطالعہ سے جماعت کی اخلاص مندی و سلیقہ شعاری اور سکرٹری صاحب کے حسن انتظام کا پتہ چلتا ہے بعد نماز مغرب جبکہ انجمن میں اکثر احباب جمع تھے۔ سکرٹری صاحب نے لیکچر کے متعلق مجھ سے خواہش کی۔ میں نے حصول تقرب الٰہی کے لئے قربانی پر دیر تک تقریر کرتے ہوئے اسی ضمن میں مسجد ولایت کے لئے دوبارہ چندہ کی اس طرز میں تحریک کی۔ کہ پہلا چندہ تو حکماً دیا گیا تھا۔ لیکن اگر اس مقدس خدمت کی بجا آوری میں ہم کو کچھ لطف حاصل ہوا ہے۔ تو پھر تقاضائے فطرت یہی ہے۔ کہ (یکبار دیدم دوبارہ ہوس) کے لحاظ سے بار بار اس کام کو کریں۔ تاکہ حقیقی سرور و لذت حاصل ہو۔ اور بر سبیل تذکرہ اپنا ایک وجدانی خیال بھی بیان کیا۔ جو کہ جماعت بمبئی میں دوبارہ تحریک کے وقت میرے دل میں گذرا تھا۔ یعنی اس زمانہ میں پایہ تخت برطانیہ اور اس کے قرب و جوار میں تمام دنیوی سلطنتوں کی تقسیم اور ان کی قسمت کا فیصلہ کیا جا رہا ہے۔ اور انہیں ایام میں ہمارا واجب الاطاعت خلیفہ خدا کے گھر کی بنیاد بھی اسی سرزمین میں اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھ رہا ہے۔ کیا تعجب ہے۔ کہ اس مبارک کام میں جو جس رنگ و اخلاص سے حصہ لیگا۔ ان ممالک میں اپنے آیندہ کے لئے دینی و دنیوی مفاد اور ظاہری باطنی حالات کا اُن ممالک میں حصہ دار ہو جائیگا۔ دیکھو حضرت صدیق اکبر رضؓ نے ابتدائے اسلام میں جبکہ اپنا سارا مال و دولت و مکان و زمین دیدی۔ تو خدا نے بھی سب سے پہلے انہیں کو تمام دنیا کا مالک و مختار بنا دیا بفضلہ تعالےٰ اسی تحریک پر بمبئی میں بھی پہلے کی نسبت چوگنا چندہ جمع ہوا۔ اور ہماری جماعت حیدر آباد میں بھی دوبارہ تحریک پر پہلے سے بہت زیادہ چندہ ہو گیا۔ پس جماعت مردان بلحاظ مردانگی و قربت قادیان کے زیادہ مستحق قربانی ہے۔ کوشش و اخلاص سے قدم آگے بڑھائیں۔ خدا کی مدد شامل حال ہو جائیگی۔ کیونکہ ہمت مرداں مدد خدا۔

بحمد اللہ کہ فوری طور پر اسی وقت دو سو روپیہ چندہ ہو گیا اور ابھی اور دو سو یا اُس سے زیادہ کی امید قوی ہے جس کے لئے سکرٹری صاحب نے دوبارہ تحریک کی بنا پر ایک مکمل فہرست تیار کرکے بعض غیر حاضر احباب سے وصول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور امید دلائی ہے۔ کہ چار سو بلکہ اس سے زیادہ ہو جائیگا۔ الحمد للہ ۔

یہاں کی جماعت کے اخلاص کے بعض نمونے عجیب دیکھے گئے۔ مثلاً ایک دوست مولوی محمد عبد اللہ صاحب پٹواری جن کی تنخواہ چالیس روپیہ ہے۔ انہوں نے پہلے وقت کے چندہ میں پندرہ روپے دئے تھے۔ اور اس وقت گیارہ روپے۔ وہ بھی اپنے ایک خورد سال بچے کے ہاتھ پوشیدہ طور پر بھجوایا اور ایسا ہی ایک دوست راج قادر بخش کا اخلاص دیکھا گیا کہ جس نے باوجود اسوقت برسر کار نہ ہونے کے اُسی وقت قرض (عہ) لاکر بخلوص دل پیش کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء ۔

پیر کے روز صبح اخویم مرزا شریف اللہ صاحب کی دعوت سے فارغ ہو کر ہم نوشہرہ روانہ ہوئے۔ اخویم میاں محمد یوسف صاحب سکرٹری مردان نے بلحاظ تجربہ و دُور اندیشی کے نوشہرہ کو بغرض لیکچر مجھے تنہا نہ جانے دیا بلکہ اپنے بعض ضروری کار و بار کا ہرج کرکے بھی اپنی جماعت کے دس بارہ احباب کیساتھ میرے ہمراہ نوشہرہ روانہ ہوئے۔ اسٹیشن پر جماعت نوشہرہ کے احباب اور پشاور کی جماعت کے احباب بھی موجود تھے۔ الغرض ہم مکان میں پہونچے۔ جو کہ چھاؤنی کے قریب لب سڑک وسیع ہال کرایہ پر لیا ہوا ہے جہاں مختصر سی لائبریری اور مہمانوں کے آرام کا ضروری سامان بھی موجود ہے ۔

سُنا گیا کہ لیکچر کے لئے نوشہرہ کے مسلمانوں نے کوئی جگہ نہ دی۔ آخر ایک معزز ہندو صاحب نے جو کہ سناتن دہرم ہائی اسکول کے بانی ہیں۔ اپنی شرافت و ہمدردی سے اپنے ہائی اسکول میں لیکچر کی اجازت دی۔ میں نے صاحب موصوف سے ملاقات کی۔ اور ان کی عالی حوصلگی کی تعریف کرتے ہوئے شکریہ بھی ادا کیا۔ درحقیقت وہ قابل تعریف ہے۔ جو کہ اپنے دہرم کے خلاف بھی سننے کے لئے حوصلہ مندی کا کام ہے۔

میاں عبد اللہ صاحب سکرٹری نے نہایت جانفشانی سے لیکچر گاہ کا انتظام کیا۔ تقریباً ساٹھ کرسیاں صف اوّل میں تھیں۔ اور صف دوم میں تخمیناً ۸ بنچ تھے۔ اور درمیانی حصہ میں اخویم مکرم میرزا یوسف علی صاحب پشاوری نے اپنی شان کے ایرانی قالین کا فرش کر دیا تھا۔ الغرض اسٹیج وغیرہ ہر طرح آراستہ تھا۔ لیکن ہنوز پریزیڈنٹ کا انتخاب نہ ہوا تھا۔ لیکچر کے تھوڑی دیر قبل صدارت کے لئے نوشہرہ کے ہی ایک معزز دوست کا انتخاب کرکے بعض احباب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لیکن سُنا گیا۔ کہ اُنہوں نے صرف اس خیال سے صدارت قبول نہ کی۔ کہ نوشہرہ فرنٹیر درگا

مقام ہے۔ شورش ہوگی۔ اور کہیں میری بے عزتی نہو۔ اور سی۔ آئی۔ ڈی کے بعض عہدہ دار بھی وہاں لیکچر میں موجود ہوں گے۔ اسی انتظام میں بجائے ۵ بجے کے نصف گھنٹہ کی دیر بھی ہوگئی۔ آخر میاں محمد یوسف صاحب سکرٹری صدر انجمن صدر مجلس منتخب ہوئے۔ ساڑھے پانچ بجے لیکچر شروع ہوا۔ اسوقت تخمیناً سو سے زیادہ شرفا و ذی علم اصحاب کا مجمع تھا۔ جنمیں بعض سول وملٹری دفاتر کے اہلکار بھی تھے مجمع پر نظر ڈالنے سے بعض کے بشروں پر بے چینی کے آثار پائے گئے۔ لہٰذا تمہید میں ہی میں نے ابیات کی استدعا کی۔ کہ میں آپ حضرات کا مہمان ہوں۔ اور ہر انسان میں اپنے مہمان کی خاطرداری فطرتاً مرکوز ہے۔ لیکن خاص کر سرحدی مقامات کے خانصاحبوں کی مہمانداری تو شہرہ آفاق ہے پس میری یہ امید بے جا نہ ہوگی۔ کہ آپ حضرات نہایت تواضع و خاطرداری سے اپنے دو ہزار میل سے آئے ہوئے مسافر و مہمان کے پیغام کو سنیں گے۔ اور درمیان میں باوجود کسی بات کے خلاف مرضی سننے کے بھی تحمل سے کام لے کر بعد میں اس کے متعلق دریافت فرماوینگے۔ اس کے بعد میں نے اسلام کے تنزل کے اسباب میں علماء زمانہ کی علمی و روحانی حالت کی خرابی کے باعث زمانہ موجودہ کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ان کے عقلی و فلسفی اعتراضات کے تشفی بخش جوابات نہ ملنے سے ان کے دلوں سے اسلام کی وقعت و عظمت کا رخصت ہوجانا اور اس طرح سے دہریت کا قائم ہونا اور عام ارکان اسلامی کی بےحرمتی۔ یہ تمام حالات میں قریباً نصف گھنٹہ تک سناتا رہا۔ اور آخر میں کہا۔ کہ چونکہ انسان فطرتاً نمونہ کا محتاج ہے۔ اسی لئے تقاضائے فطرت کو مدنظر رکھ کر خدا تعالےٰ نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ - پس قرن اولیٰ تو اس پاک نمونہ کو دیکھ کر کامیاب ہوگئے۔ لیکن اب پھر یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے۔ کہ جبکہ اسلام قیامت تک کے لئے ہے تو پھر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی چاہیئے تھا۔ کہ تاقیامت آپ ہم میں زندہ رہکر اپنا نمونہ دنیا کو بتلاتے۔ اس کے لئے آپ نے وعدہ دیا۔ کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ الخ۔ کہ ہر صدی کے سرے پر میرا نائب آتا رہیگا۔ چنانچہ اسی فرمان نبوی کے مطابق ہر صدی کے سر پر مجدد آتے رہے۔ اور

دنیا کی سعید روحیں ان کو مانتی رہیں۔ اب غور طلب یہ بات ہے۔ کہ اس صدی کا مجدد کہاں ہے۔ حالانکہ فساد و اختلال تو نسبتاً اور زمانوں کے اس زمانہ میں بہت زیادہ ہے خاصکر دہریت و عیسائیت کا فتنہ تو اسوقت بہت بڑا فتنہ ہے۔ پس چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ اسوقت کوئی ایسا مجدد ہوتا۔ جو کسر صلیب کرتا۔ لیکن آج ۳۷ سال بھی گذر گئے مگر کسی مجدد کا پتہ نہیں دیا جاتا۔ بلکہ غفلت کا یہ حال ہے کہ ہم نے اس زمانہ میں کسی مجدد کے پیش کرنیوالے کو دس ہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ کرتے ہوئے ایک چیلنج بھی شائع کردیا۔ لیکن قوم اسپر بھی متوجہ نہیں ہوئی۔ تو اب ضرورت معلوم ہوئی۔ کہ ہم خود بالمشافہ آپ حضرات سے دریافت کریں۔ اگر آپ کو معلوم نہ ہو۔ تو پھر ہم ہی اپنی تحقیقات بتلادیں۔ میں نے اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تذکرہ شروع کرکے بلحاظ اقتضاء زمانہ و فساد موجودہ کے آپ کا دعویٰ مسیح موعود پیش کیا۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات پر دو آیات قرآنی و دو احادیث بھی مفصل سناکر صداقت مسیح موعود کا تذکرہ شروع کردیا مجمع کی حالت دگرگوں ہونے لگی۔ اور اسوقت سامعین کی تعداد اوں سے تخمیناً دگنی تھی۔ اغیار کی حالت تو متغیر ہوتی تھی۔ لیکن بعض اپنے احباب کی کیفیت دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی۔ کہ وہ بے اختیار میرے عقب میں آکر کہتے۔ کہ صرف اسلامی حالات کا ہی تذکرہ کرتے رہیں۔ جیسا کہ تمہید میں کہتے رہے ہیں۔ اور چاروں طرف سے مجھ پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع ہوگئی۔ کوئی تو کہتا کہ خلت کا ترجمہ فوت کس لغت میں ہے۔ کوئی کہتا ان آیات کا شان نزول کیا ہے۔ کوئی حدیث کا حوالہ پوچھتا ایک مولوی صاحب تو صیغہ پوچھنے لگے۔ میں نے تھوڑی دیر توقف کرکے کہا۔ کہ میں نے پہلے ہی عرض کردیا تھا۔ کہ اگر کسی کو کچھ پوچھنا ہو۔ تو بعد میں دریافت فرمالیں۔ اور اسوقت جو صیغہ و لغت پوچھی جارہی ہے۔ یاد رہے کہ میں آپ حضرات کو سبق دینے اور گردان پڑھانے نہیں کھڑا ہوا ہوں۔ بلکہ عرض حال اپنی سمجھ کے مطابق کررہا ہوں۔ آپ حضرات تسلی سے بیٹھ جائیں۔

اسپر ایک صاحب نہایت افسردگی سے یہ کہکر بیٹھ گئے کہ آپ تو اسوقت تمام سامعین پر اپنی تقریر سے اثر ڈال رہے ہیں۔ اگر ہم بعد میں پوچھیں تو فائدہ کیا ہوا۔ (اس سے سائل کی نیک نیتی کا اندازہ ہوسکتا ہے)

الغرض ان کے شور ڈالنے کا مقصد یہ تھا۔ کہ کسی طرح مجلس درہم برہم ہوجائے۔ لیکن بتائید ایزدی معاً میرے ذہن میں ایک بات آگئی۔ کہ وفات عیسےٰ اور صداقت مسیح موعود کے دلائل سن کر تو شیطان کمزور ہوگیا ہے۔ لیکن پوری طرح اس کا کام تمام نہیں ہوا۔ لہٰذا بہتر ہے۔ کہ نبوت کی حقیقت بھی اسی شور و شر میں سنادیں۔ ممکن ہے۔ کہ کسی سعید روح کو فائدہ ہوجائے۔ چنانچہ میں نے کہا میرے مکرم بھائیو! آپ حضرات جو اس وقت برانگیختہ خاطر ہوکر جوش میں آگئے ہیں۔ اس کی وجہ ساری یہ ہے۔ کہ میری تقریر کا نتیجہ تو سننے کے قبل ہی اعتراض فرمادیا میرے ان بیان کردہ دلائل سے آپ نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ جبکہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہیں۔ تو ضرور وہ مدعی نبوت بھی ہیں۔ کیونکہ از روئے حدیث مسیح موعود نبی اللہ ہوگا۔ تو اس طرح ختم نبوت ٹوٹ جاتی ہے۔ اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی کسر شان متصور ہے۔ تو گویا آپ کا جوش محض احترام نبوی کے باعث ہے۔ پس میں بھی آپ کے اس مبارک جوش کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ اور نہ صرف میں بلکہ ہمارے امام حضرت مرزا صاحب بھی قدر کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہدار
کآخر کنند دعویٔ حبِّ پیمبرم

اب یہ میری بڑی غلطی ہوگی۔ کہ آپ کے اس دلی خلش کو رفع نہ کروں لہٰذا آپ غور سے سنیں۔ کہ ختم نبوت کی کیا حقیقت ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ مجھے امید ہے۔ کہ اس مسئلہ کے سمجھ لینے کے بعد آپ کا جوش رفع ہوجائیگا۔ اس کے بعد میں نے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی آیت پڑھ کر ختم نبوت پر مفصل تقریر شروع کردی۔ اور عام فہم مثالوں سے ختم نبوت کی حقیقت کو بتلاتا رہا۔ جس کا ماحصل یہ تھا۔ کہ خاتم - ت کی زبر کے ساتھ ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ آپ انبیاء اولین و آخرین کے نبیوں کے مہر صداقت ہیں۔ سابقین کے تو اس طرح کہ قرآن کی جہاں جہاں حکومت ہوگی۔ وہاں ان تمام انبیاء سابقین

کی نبوت بھی منوائی جائے گی۔ انبیاء آخرین کی مُہر وہ اس تاکہ آپ افضل الرسل و سردار انبیاء ثابت ہوں۔ جیسے احادیث بھی بیان کی گئیں۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ کا قول کہ قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ سے بھی انبیاء آخرین کی نفی نہ ثابت ہونے کا ثبوت دیا گیا۔ اور پھر تؔ کی زیر کے ساتھ یعنے خاتِم بھی بلحاظ خاتم کمالات نبوت ہونے کے تسلیم کرکے سمجھا دیا گیا۔ اور پھر حضرت صاحب کا بھی مذہب آپ کے اس شعر سے بتلا دیا گیا کہ ؎

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

آخر میں نہایت درد سے اس بات کے لئے بھی توجہ دلائی گئی کہ ہر مسلمان اسی بات کو مان سکتا ہے۔ کہ جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت نکلے۔ اگر خاتم ختم کر دینے والا کے معنے کرنے سے ہی افضلیت ثابت ہوتی ہو۔ تو وہی مانا جائے۔ ورنہ نہ مانا جائے۔ مثلاً اذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکًا سے نبوت و بادشاہت کا نعمت الٰہی ہونا بتلاتے ہوئے دنیوی مثال یعنے بادشاہت میں بہادر شاہ خاتم سلطنت مغلیہ کی مثال دے کر اس کا فیصلہ سامعین پر ہی چھوڑ دیا کہ اب آپ ہی حضرات اس بادشاہت کی مثال سے نبوت جیسی عظیم الشان نعمت کے ختم کرنے والے کا اندازہ کریں۔ کہ آیا رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ مع التسلیم کی شان ظاہر ہوتی ہے یا کیا؟ الغرض عام فہم مثالوں سے ختم نبوت سمجھا دیگئی ۔

الحمد للہ اس تقریر کے وقت دلچسپی کا وہی عالم تھا۔ جیسا کہ ابتدائی تقریر کے وقت معلوم ہوتا تھا۔ جبکہ عام اسلامی حالات پر گفتگو تھی۔ خداوند تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر کہ ..... نادانوں نے کوشش کی تھی کہ مجلس درہم برہم ہو جائے۔ مگر اس شور کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ختم نبوت کی تقریر کو بڑے اطمینان سے پبلک نے سنا۔ میں نے اخویم میرزا یوسف علی صاحب کو چیلنج انعامی دس ہزار روپیہ مصنفہ اخویم سیٹھ عبد اللہ بھائی صاحب سکندر آبادی دیکر باواز بلند کہا۔ کہ آپ ان تمام حضرات کو یہ کتاب دیدیں اسمیں

اکثر حوالہ وغیرہ درج ہیں۔ اس طرح نوشہرہ میں جہاں کہ عام طور پر احمدیت کا نام نہیں لیا جا سکتا۔ نہایت زور و شور سے تبلیغ ہو گئی ۔

بعض احباب کیمل پور اور راول پنڈی سے بھی لیکچر کی اطلاع پاکر تشریف لائے تھے۔

اب میں آخر میں جماعت نوشہرہ اور خاصکر میاں عبد اللہ صاحب سکرٹری نوشہرہ کی تعریف کروں گا۔ کہ انہوں نے نہایت اخلاص جوش سے انتظام کیا۔ اور ایک رات جماعت پشاور و مردان کے احباب کو بھی باتمام تمام اپنے ہاں رکھا۔ اور پھر صبح باوجود قلیل عرصہ کے پچیس روپے چندہ دوبارہ تحریک مسجد ولایت کے لئے مجھے اسٹیشن پر لا دیا۔

میں انشاء اللہ تعالیٰ بشرط فرصت نوشہرہ کا لیکچر بطور ٹریکٹ علیحدہ شایع کروں گا ۔

سید بشارت احمدؐ۔ سکرٹری انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن

(اشتہارات)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

کی

گذشتہ سالانہ جلسہ کی تقریریں

کئی ایک احباب دریافت کر رہے ہیں کہ تقریریں کب تک شایع ہونگی۔ اس لئے تمام احباب کو بذریعہ اعلان ہذا یہ بشارت دیجاتی ہے۔ کہ تقریروں کی کاپی نویسی شروع ہے۔ انشاء اللہ عنقریب ختم ہو کر چھپ جائینگی۔ احباب ذیل کے پتہ پر درخواستیں فوراً ارسال کر دیں۔ جو درج رجسٹر کی جائینگی۔ اور شائع ہونے پر فوراً ارسال کر دی جائینگی۔

بلکہ جناب حافظ روشن علی صاحب کی تقریر سالانہ بھی چھپ رہی ہے۔ اسکے لئے بھی درخواست میں وضاحت کر دیں۔ سلسلہ احمدیہ کی تمام کتب جو دفتر تالیف و اشاعت یا ریویو یا کتب خانہ حضرت مسیح موعود و دیگر کتب خانوں کی شایع ہوتی ہیں پتہ ذیل سے ملتی ہیں:۔

احمدیہ کتاب گھر قادیان

ضرورت نکاح

ایک احمدی نوجوان پچیس سالہ نیک دیندار۔ بی۔ اے برسر روزگار جن کی تنخواہ ایک سو تیس ۱۳۰ روپیہ ماہوار ہے۔ نکاح ثانی کے خواہش مند ہیں۔ لڑکی شریف۔ دیندار۔ خواندہ اور ذات اچھی ہو۔ قومیت کی چنداں قید نہیں۔ خط و کتابت میری معرفت ہو۔ خط کے ساتھ ۱۰ کے ٹکٹ آئیں ۔

مہر محمد خان احمدی قادیان

اشتہار

بخدمت جمیع برادران عرض ہے۔ کہ یہ خاکسار عرصہ ۱۲ سال سے احمد آباد میں کام۔ کھال۔ پشم اور چرم کا کرتا ہے۔ جو بھائی یہاں سے کھال پشم۔ چرم گاوا۔ ماہجہ بکٹی۔ چرم گاوا ماہجہ فریم بر خشک شدہ۔ ہڈی۔ سینگ ریشم اور جوٹ بکری یا دیگر کوئی چیز اس شہر کی طلب کرینگے۔ انشاء اللہ کوشش سے خرید کر روانہ کروں گا۔ کمیشن وغیرہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کریں۔ المشتہر۔ عمرالدین احمدی حیدرآبادی محلہ مرزاپور احمد آباد شہر

گلدستہ احمدیہ حصہ دوم

شائقین پر واضح ہو چکا ہے۔ گلدستہ احمدیہ حصہ اول چھپ کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے۔ الحمد للہ حصہ دوم بھی چھپ گیا ہے۔ اس کی بھی ۳ر قیمت ہے۔ اور اس میں اور نئی نئی غزلیں درج ہیں۔

محمد یامین تاجر کتب قادیان

الفضل مفت

ایک صاحب ریاست جیند کے رہنے والے درخواست کرتے ہیں۔ کہ میرے نام ایک سال کے لئے الفضل مفت جاری ہو۔ یہاں مخالفت بہت ہے۔ اہلحدیث بھی ہیں۔ کوئی بھائی یہ ثواب حاصل کریں۔ دو چار دوست ملکر یہ رقم پوری کر دیں تو بھی ٹھیک ہے ۔ (مینجر الفضل)

ممالکِ غیر کی خبریں

جرمنی میں ایک نئی سازش لنڈن ۱۱ مارچ - پیرس کا ایک تار مظہر ہے کہ غیر مقبوضہ جرمن علاقوں کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ وہاں ایک سازش کی جا رہی ہے - جو زیادہ تر فرانسیسیوں کے خلاف ہے - اس لئے کہ وہاں خیال کیا جا رہا ہے - کہ مجرمین جنگ کی حوالگی کے مطالبہ کی سب سے پہلی تحریک اسی ملک سے ہوئی تھی - لہذا کل ذمہ داری اُسی کے سر عائد کی جاتی ہے ؛

جرمنی کے متعلق سفرا کی کانفرنس کا تصفیہ لنڈن ۱۱ مارچ - سفرا کی کانفرنس نے یہ طے کیا ہے - کہ جرمنی کو ایک بہت ہی زبردست مراسلہ روانہ کیا جائے - جس میں اس سے اس کا مطالبہ کیا جائے - کہ جیرہ بالٹک میں بین الاقوامی اتحادی کمیشن پر جو مظالم کئے گئے تھے - اور ان کو سزا دینے کا جو وعدہ کیا تھا - اس کا عملدرآمد جلد از جلد ہونا چاہیئے - لوگوں کو سزائیں دینے کے کام میں اسوقت تک برابر تاخیر کی گئی ہے ؛

ایک آلہ پرواز کی روانگی لنڈن ۱۱ مارچ - روما کا ایک تار مظہر ہے - کہ آلہ پرواز کی دوسری پارٹی ٹوکیو کے لئے روانہ ہو گئی ہے ؛

وفد خلافت اور مسٹر ایسکویتھ لنڈن - ۱۲ مارچ - وفد خلافت نے ۱۰ مارچ کو ڈیڑھ گھنٹہ تک مسٹر ایسکویتھ سے ملاقات کی - توقع ہے - کہ وفد اپنا معاملہ لبرل پارٹی کے ایک باقاعدہ اجتماع کی خدمت میں پیش کریگا ؛

لارڈ سلبورن اور ہندوستانی مسلمان (لنڈن ۱۱ مارچ) لارڈ سلبورن نے ہندوستانی مُسلمانوں کے اس دعویٰ کو ماننے سے انکار کیا ہے - کہ چونکہ ہندوستانی مسلمان ترکوں سے مذہبی تعلق رکھتے ہیں - اسوجہ سے ترکوں کو سزا سے محفوظ رکھا جائے ؛

قسطنطنیہ پر قبضہ کرتے ہوئے صرف ایک معمولی سی لڑائی ہوئی لنڈن ۱۷ مارچ - دار العوام میں قسطنطنیہ کے اتحادی قبضہ کے متعلق مسٹر ایسکویتھ کو جواب دیتے ہوئے مسٹر بونلاء نے کہا - کہ قسطنطنیہ کے عام انتظامات نہیں کئے جائینگے - صرف وزارت جنگ اور وزارت بحری پر قبضہ کیا جاویگا - اور محکمہ ڈاک اور تار اور باسفورس کی جہازرانی کا انتظام اتحادی کرینگے - صرف ایک مقام پر کچھ لڑائی ہوئی تھی - جس کی اطلاع موصول ہوئی ہے - اس میں دو برطانوی سپاہی مارے گئے - اور ۹ زخمی ہوئے - ۹ ترکی سپاہی مارے گئے - اور کچھ زخمی ہوئے ترکی گورنمنٹ کو ہدایت کر دی گئی ہے - کہ قسطنطنیہ پر اسوقت تک قبضہ قائم رہے گا - جب تک شرائط صلح کی تعمیل مکمل ہو جائیگی - اور اگر مقامی عیسائیوں پر سختی جاری رہے گی - تو شرائط صلح کو اور زیادہ سخت کر دیا جائے گا ؛

ترکی سفارت صلح قسطنطنیہ - ۱۵ مارچ - اگرچہ پیرس میں آنے کی دعوت ابھی تک موصول نہیں ہوئی - تاہم ترکی سفارت صلح مقرر کر دی گئی ہے - اس میں توفیق پاشا - عزت پاشا - رفعت پاشا اور صفا بے وزیر خارجہ شامل ہیں ؛

جدید ترکی وزارت قسطنطنیہ - ۱۳ مارچ - جدید ترکی وزارت کی ترتیب حسب ذیل ہے ۱ - وزیر اعظم صالح پاشا - شیخ الاسلام حیدری زیدآفندی - وزیر خارجہ صفا بے - وزیر داخلہ ہاشم بے - وزیر تعمیرات و مال توفیق بے وزیر تجارت و زراعت صنم بے - اوقاف عمر بے - محکمہ جنگ خوصی بے - محکمہ عدالت جمال بے - صدر کونسل عبد الرحمن شیخ بے ؛

بالشویکوں کی ریشہ دوانیاں لنڈن ۱۱ مارچ - نیم سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ بالشویک پوری مستعدی کے ساتھ اپنے پروپیگنڈا کو افغانستان کی طرف منعطف کر رہے ہیں - وہ وہاں کی زبان میں لٹریچر شایع کرنے کے لئے ٹائپ بھیج رہے ہیں - پروپیگنڈا اسکول کے تربیت یافتہ کمیونسٹوں کو روانہ کر رہے ہیں - اور ڈاکٹروں و انجنیروں کو بھی بھیج رہے ہیں ؛

مسٹر مانٹیگو کا عزم اسکاٹلینڈ لنڈن ۱۱ مارچ - مسٹر مانٹیگو نے سلسلہ علاج کو ختم کرنیکی غرض سے دوبارہ اسکاٹلینڈ جا رہے ہیں - تین ہفتہ کے بعد وہ پارلیمنٹ میں واپس ہونیکی امید کر رہے ہیں ؛

ہندوستان کی خبریں

۱۹ مارچ کی ہڑتال مختلف مقامات کی خبروں سے معلوم ہوا ہے - کہ عام طور پر ہر جگہ ہندو مسلمانوں کی دکانیں بند رہیں - اور جلسے ہوئے - کسی قسم کی بدامنی اور فساد نہیں ہوا - جہلم اور انبالہ چھاؤنی میں ہڑتال نہیں ہوئی - کراچی میں پارسیوں - ایرانیوں اور آغا خان کے خوجہ مُریدوں نے ہڑتال میں کوئی حصہ نہ لیا - ڈیرہ غازیخاں میں نہ صرف ہڑتال نہ ہوئی - بلکہ اُس دن خاص طور پر ایک دنگل کرایا گیا - خلافت کانفرنس کلکتہ کی قرارداد حکومت سے ترک وفاداری کی اکثر مقامات پر مخالفت کی گئی ؛

سونے کی فروخت ۱۷ مارچ کو سونے کی جو تیرہویں فروخت ہوئی ہے - اس میں ۲۱ - ۸ - آنہ فی تولہ کی تمام درخواستیں منظور ہوئیں - ۱۲۵۳۲۵ تولہ کل سونا فروخت ہوا ہے - آیندہ فروخت ۷ - اپریل کو ہوگی ؛

مہاراجہ دربھنگہ کا عطیہ دربھنگہ کے مہاراجہ بہادر نے پٹنہ میں ایک میڈیکل کالج قائم کرنے کے لئے ۵ لاکھ روپیہ دیا ہے ؛

ایک عورت کو عمر قید گورکھپور کی ایک عورت کو اس جرم میں حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ملی ہے - جو ہائیکورٹ سے بھی بحال رہی ہے - کہ اس نے اپنے ایک سالہ بچہ کو دوسرے خاوند کے رشتہ داروں کو خوش رکھنے کی غرض سے ایک تالاب میں ڈبو کر مار دیا ہے ؛

جمشید پور کی ہڑتال ٹاٹا کمپنی کلکتہ نے ایسوسی ایٹڈ پریس کو اطلاع دی ہے - کہ ٹاٹا ورکس جمشید پور کی ہڑتال تسلی بخش صورت میں ختم ہو گئی ہے - اور ۲۰ مارچ سے تمام کاریگر اپنے اپنے کام پر واپس آگئے ہیں ؛

ڈھاکہ یونیورسٹی بل امپیریل مجلس وضع قوانین میں جمعرات کے روز ڈھاکہ یونیورسٹی بل پاس ہو گیا ۴۰۰ کے قریب ترمیمات تجویز کی گئی تھیں - جنمیں سے ۲۲۳ مسترد کی گئی تھیں - ان میں سے بعض واپس لے لی گئیں ؛

آتشزدگی سے ایک سو گھر کی تباہی رنگون ۱۹ مارچ - پروم میں ایک خوفناک آتشزدگی سے ایک سو میل سے زائد لکڑی کے گھر جلکر راکھ ہوگئے - سینکڑوں اشخاص بے خانمان پھر رہے ہیں - میونسپل فائر بریگیڈ نے وقت پر پہونچ کر آگ کو پھیلنے سے روک لیا ؛

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شایع ہوا)